جدید اردو ادب اور نسائی رجحانات

ڈاکٹر صوفیہ یوسف

Modernism and Feminism are two different and important international movements . Modernism use innovative forms of expressions that distinguished many styles in literature of 20th century . As for as Feminism concern it can be defined as a global phenomenon which addresses various issues related to women. These global movements inspire Urdu writers and poets as well. This article unfoldsthe feminist trendsin modern Urdu Literature .

عورت کے وجود اس کی اہمیت، شناخت اور حقوق سے انکار کرنے والوں کی کمی نہیں پھر بھی عورت کا کردار دنیا کی تمام زبانوں کے ادب میں مختلف صورتوں میں موجود ہے۔ اردو کے جدید ادب میں نسائی رجحانات کی نشاندہی سے پہلے جدیدیت اور نسائیت کی عالمگیر تحریکوں کا سرسری جائزہ ضروری ہے تا کہ اردو کے جدید ادب اور اس میں موجود نسائی رجحانات کو بہتر طور پر زیر غور لایا جا سکے۔

جدیدیت (Modernism) ایک ثقافتی تحریک کے طور پر مغرب میں ظہور پذیر ہوئی جس میں عام طور پر ترقی پسند (Progressive) آرٹ، موسیقی، اور ادب شامل تھے۔ دراصل یہ تحریک انیسویں صدی کی کلاسیکی اور تاریخی روایت کے خلاف ایک ردعمل تھی۔ جدت پسند انفرادیت پر زور دیتے ہیں۔ جدت پسندانہ ادب، مذہب اور حکومت جیسے اداروں سے بد گمانی اور مطلق صداقت پر عدم یقین کے نظریے کے گرد گھومتا ہے۔ ماہر عمرانیات جارج سیموئل اس تحریک کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

> *The Deepest problems of modern life drive from the claim of the individual to preserve the autonomy and individuality of his existence in the face of overwhelming social forces of historical heritage, of external culture, and of the technique of life (1)*

یورپ میں جدیدیت ادبی تحریک کی صورت میں ۱۹۰۰ سے ۱۹۴۰ء کے عہد میں عروج پر تھی (۲)۔ انسان کی ثقافتی تاریخ نے ایک

منفرد اور مشترک ثقافتی تاریخ تخلیق کی ہے جو اسے اپنے ماضی کے ساتھ مضبوطی سے جوڑے ہوئے ہے۔ جدت پسند "فرد" کے اس معاشرتی ورثے کو Mythic Method کے ذریعے دوبارہ تشکیل دیتے ہیں۔ ٹی ایس ایلیٹ کے مطابق:

In using the myth, in manipulating a continuous paralle l between contemporareity and antiquity, Mr. Joyce is perusing a method which others must pursue after him...it is simply a way of controlling, of ordering, of giving a shape and significance to the immense panorama of futility and anarchy which is contemporary history (3)

مغرب کے جدت پسند ادبا میں کانٹ ہیمسن (جس کا ناول Hunger اس تحریک کا پہلا ناول شمار ہوتا ہے)، جیمس جوائس، ٹی ایس ایلیٹ، ورجینا وولف، ڈی ایچ لارنس اور ازرا پاؤنڈ اہم ہیں۔

انگریزی لفظ Feminism کے متبادل کے طور پر نسائیت / تانیثیت کی اصطلاحیں مروج ہیں۔ فیمنزم کے اصطلاحی معنی عورتوں کے بحیثیت انسان مساوی حقوق تسلیم کرنے کے ہیں۔ اسٹینفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف فلاسفی میں فیمنزم کی تعریف اس طرح ملتی ہے:

Feminism is both an intellectual commitment and political movement that seek justice for women and the end of sexism of all forms.(5)

انیسویں صدی کے وسط تک فیمنزم (نسائیت) کی اصطلاح "خواتین کی خصوصیات" کے لیے استعمال ہوتی تھی لیکن پیرس میں ۱۸۹۲ء میں منعقد ہونے والی پہلی بین الاقوامی خواتین کانفرنس میں فرانسیسی اصطلاح "Feministe" انگریزی میں باقاعدہ طور پر عورتوں کے لیے برابری کے حقوق شناخت اور انصاف کے لیے استعمال کی جانے لگی (۶)۔ نسائی ادب اس اصولی جدوجہد کا نام ہے جو فیمنزم کے اصولوں کے تحت کی گئی ہے۔ ہر وہ ادب پارہ جس کا محور عورت کے لیے معاشرے میں مساوی حقوق کی جدوجہد ہو نسائی ادب میں شمار ہوتا ہے اسی لیے نسائی ادب نسائیت کی تحریک کو بہتر طور پر سمجھنے میں معاون کردار ادا کرتا ہے۔

اس تحریک سے وابستہ مصنفین Sex (نر و مادہ) اور Gender (تذکیر و تانیث) کے فرق کو واضح کرتے ہیں ان کا ماننا ہے کہ انسان کا سیکس قدرتی اور پہلے سے طے شدہ ہوتا ہے جبکہ جینڈر معاشرے کا تخلیق کردہ ہے۔ دنیا کے تمام معاشروں میں ایک حقیقت مشترک ہے کہ ان میں ایک جینڈر کی دوسری جینڈر پر حکمرانی موجود ہے اور یہ حقیقت عورت کے حق میں نہیں ہے۔ نسائی ادب کے نقادوں کا کہنا ہے کہ مرد اور عورت ادیبوں کی تحریروں میں کوئی خاص یا واضح فرق نہیں ہوتا اس لیے ادب کو ایک الگ شناخت دینے کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس طرح کی سوچ رکھنے والوں کو نسائیت کی تحریک اور نسائی ادب کو سمجھنے کے لیے موضوعی Approach کی نہیں بلکہ معروضی اپروچ کی ضرورت ہے۔

The Concept of gender equality that focuses primarily on women's rights has come a long way, and feminist literature has been a great

medium to bring about any visible changes in the attitude towards women. (7)

جدید اردو ادب کے لکھاریوں میں سے کچھ ادب میں عورت کے روایتی کردار کو ستائش کی نظر سے دیکھتے ہوئے اسی روایتی انداز کی پرورش کر رہے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اردو ادب میں نسائی رجحانات کو مغرب کی تقلید کرتے ہوئے نہیں اپنایا گیا۔ تفصیل میں جائے بغیر اگر ہم صرف ۱۸۵۷ء کے بعد لکھے جانے والے ادب پر سرسری نگاہ ڈالیں تو ڈپٹی نذیر احمد کے ناول ''مراۃ العروس'' کے نسوانی کردار، مرزا ہادی رسوا کا ''امراؤ جان'' کا کردار پریم چند کی ''کفن'' اور ''سکینہ'' کے کردار، کرشن چندر کی ''لاجونتی'' اور راجندر سنگھ بیدی کی ''سیتا'' کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔

۱۹۶۰ء کی دہائی میں جدید ادبی رجحانات کو اردو ادب میں متعارف کروانے والوں میں شمس الرحمن فاروقی، گوپی چند نارنگ، سریندر پرکاش، کمار پاشی، افتخار جالب، احمد داؤد، رشید امجد، وارث علوی وغیرہ شامل ہیں۔ جدیدیت نے اردو ادب کو بالعموم اور خاص طور پر اردو نظم کو بہت متاثر کیا، جس سے نظم کہنے والوں کا ایک مضبوط گروہ سامنے آیا جس نے جدید نظم کے ارتقا میں اہم کردار ادا کیا۔ جدید نظم کے چند نمایاں شعرا میرا جی، ن م راشد، فیض احمد فیض، جیلانی کامران وغیرہ کی شاعری میں نسائی رجحانات کا اگر جائزہ لیا جائے تو میرا جی ایک رجحان ساز شاعر کے طور پر سامنے آتے ہیں، ان کا استعاراتی اور تلازماتی سلسلہ قدیم ہندوستان کی شاعری سے ملتا ہے۔ اردو کی کلاسیکی شاعری سے مکمل آگہی کے باوجود وہ فارسی روایت کے قریب نہیں ہوتے (۸)۔ ان کی نظموں میں عورت مرد کی زندگی میں ''قوت اور توانائی'' کا باعث بننے والے کردار میں ملتی ہے۔

تم نے مجھے ہمت دے دی اس دنیا میں جینے کی
اس لمحے سے پہلے میری زیست سفیدی تھی بے داغ (۹)

ن م راشد کی ابتدائی نظمیں قدیم اسالیب بیان سے انحراف کے ساتھ ساتھ اس نئے فکری تناظر کی امین ہیں، جو جنگ عظیم دوم کے اثرات کے نتیجے میں برصغیر میں جنم لے رہا تھا۔ ان کا فکری رویہ اپنے عہد کے تبدیلیوں کا غماز تھا (۱۰) فہمیدہ ریاض کے بقول ن م راشد ایک نہایت مضبوط، روشن دماغ کے مالک، جنھوں نے جرات مندی اور اعتماد سے اس وقت تک مروجہ اور رکاکی فرسودہ فکر و اسلوب کی دیواریں توڑ کر شاعری کے لیے ایک بالکل نیا رستہ نکالا تھا لیکن جہاں تک عورت کا تصور ہے تو وہ ان کے کلام میں گوشت کی تھڑی سے آگے کبھی نہ بڑھا (۱۱)

ایک لمحے کے لیے دل میں خیال آتا ہے
تو میری جان نہیں
بلکہ ساحل کے کسی شہر کی دوشیزہ ہے
اور ترے ملک کے دشمن کا سپاہی ہوں میں
بے پناہ عیش کے ہیجان کا ارماں لے کر
اپنے دستے سے کئی روز سے مفرور ہوں میں (۱۲)

فیض احمد فیض اپنے غنائی اسلوب کی وجہ سے ایک منفرد شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں غم جاناں اور غم دوراں کا ایک امتزاج

ابھرتا ہے۔ ان کے کلام میں عورت وہ محبوبہ ہے، جس نے انھیں نئے ڈھنگ سے جینا سکھایا۔

کسی کرِ دستِ عنایت نے کنجِ زنداں میں
کیا ہے آج عجب دلنواز بندوبست
مہک رہی ہے فضا زلفِ یار کی صورت
ہوا ہے گرمیِ خوشبو سے اس طرح سرمست
ابھی ابھی کوئی گذرا ہے گل بدن گویا
کہیں قریب سے گیسو بدوش غنچہ بدست (۱۳)

جیلانی کامران کے ہاں عورت کا کردار روحانی، امن اور تہذیب کے استعارے کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

کوئی ابر دیکھے کوئی چاند دیکھے
کسی نے اسے سات عالم میں دیکھا
خدائی کے پردے میں اس کی ادا کو
فقط آشنا... لفظ ظالم کو دیکھا (۱۴)

فہمیدہ ریاض کی شاعری نے نسائیت کو انوکھا اور جدید روپ دیا۔ ان کی تانیثی شاعری تو مشہور بلکہ دقیانوسی حلقوں میں کافی بدنام بھی ہے لیکن فہمیدہ ریاض جتنی اچھی شاعرہ ہیں اسی پائے کی نثر نگار بھی (۱۵) ان کی شاعری، فکشن اور دوسری تحریروں میں نسائیت سے وابستگی اور اس کے لیے جدوجہد کا رنگ موجود ہے۔

چھوٹی وصل و فراق سے میں
ان جانا ڈگر پہ چل رہی ہوں
کیوں کھوٹ ہے میری زندگی میں
میں اس کا جواب دے رہی ہوں
کیوں جھوٹے ہیں میرے شب و روز
میں ان کا جواز بن گئی ہوں
کب ہو گا ختم یہ تماشا
اتنا کچھ تو بتا چکی ہوں (۱۶)

کشور ناہید نے نسائیت کی جدوجہد کے لیے نہ صرف ادب کا میڈیم استعمال کیا، بلکہ سماجی ورکر کے طور پر بھی میدانِ عمل میں اپنا کردار نبھا رہی ہیں۔ ان کی شاعری اور دیگر نثری تحریروں کے ساتھ ان کی خودنوشت ''بری عورت کی کتھا'' بہت اہمیت کی حامل ہے۔ وہ ایک جرأت مند نسائی دانشور ہیں اور نسائی مسائل پر ان کے خیالات بڑی بےباکی کے ساتھ ان کی تحریروں میں بکھرے نظر آتے ہیں۔

کہتے ہیں میں سوتے سوتے چلتی ہوں
ہنستا دیکھ کر لوگوں کو رو دیتی ہوں
خواہش میرا پیچھا کرتی رہتی ہے
میں کانٹوں کے ہار پروتی رہتی ہوں
گرمی کی بیکار دوپہروں میں اکثر
اپنا نام بھی اب تو بھول گئی ناہید
کوئی پکارے تو حیرت سے تکتی ہوں (۱۷)

دورِ حاضر میں جدید نسائی نظم کے تسلسل میں شاہین مفتی، ریحانہ روحی، بشریٰ فرخ، شائستہ جبین، شبنم شکیل، شاہدہ حسن، فاطمہ حسن، سحر انصاری اور ساقی فاروقی اہم نام ہیں۔

جدید اردو فکشن میں نسائی رجحانات زیادہ واضح اور مضبوط ہیں۔ سجاد حیدر یلدرم نے نسوانی حسن کو معاشرے میں بطور ذمہ دار فرد کے منوانے، اس کی اہمیت کو تسلیم کروانے اور اسے ایک خوب صورت شے سے ایک جیتا جاگتا کردار بنانے اور پنپنے کا موقع دینے کی بھرپور وکالت کی (۱۸)۔ اسی سوچ کو جدید فکشن لکھنے والوں نے آگے بڑھایا۔

منٹو کی ابتدائی تحریروں میں عورت سے سادہ عشق پایا جاتا ہے لیکن آگے چل کر ان کے لہجے میں تلخی بڑھ جاتی ہے۔ وہ عورت کو معاشی طور پر مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں۔ ممتاز مفتی نے اپنے افسانوں میں عورتوں کی نفسیات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ''ممتاز مفتی نے عورت پر جو افسانے اور مضامین لکھے وہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر عورتوں سے ان کے تلذذ پرستی رویے کا اظہار کرتے ہیں اور مروجہ پدرسری تصورات کی توسیع کرتے ہیں'' (۱۹)۔

ضمیر الدین احمد ایک ایسی عورت کو پیش کرتے ہیں جس کے لیے جنس ہی ایک حقیقت ہے یہ عورت مرد کی ساتھی اور ہمدرد ہے۔ اختر حسین رائے پوری عورت کے استحصال پر معاشرے کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ عصمت چغتائی معاشرے کے جبر کے خلاف بغاوت کرتی ہیں ان کی عورت دماغ سے سوچتی ہے۔

قرۃ العین حیدر کا اردو ادب میں اہم مقام ہے ان کی تحریریں عورتوں کے لیے ہی نہیں بلکہ مرد لکھاریوں کے لیے بھی نئی راہیں وا کرتی ہیں۔ ''قرۃ العین نے ایک طرف اگر برصغیر کی پوری ثقافتی اور تہذیبی تاریخ کو فکشن میں تبدیل کر دیا ہے تو دوسری طرف ان کی تحریروں میں آفاقی وقت اور عصری وقت کی مکمل ہم آہنگی ملتی ہے (۲۰)۔ خالدہ حسین کا اردو ادب میں ایک خاص مقام ہے ان کی تحریروں میں عصری حقائق کی عکاسی، اقدار کی تنزلی، علامت نگاری کے ساتھ باشعور عورت کا کرب ابھر کر سامنے آتا ہے۔ فہمیدہ ریاض اپنے ناولوں میں نسائیت کی علمبردار کے طور پر سامنے آتی ہیں ان کا نقطہ نظر معروضی ہے۔

جمیلہ ہاشمی، واجدہ تبسم، نثار عزیز بٹ، بانو قدسیہ، عطیہ سید، فردوس انور قاضی وغیرہ کی تخلیقی تحریروں میں عصری شعور کے ساتھ ساتھ نسائی رجحانات بہت واضح ہیں جو جدید اردو ادب کا گراں مایہ سرمایہ ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1.Gorge Simmel (1903) "The Metropolis and Mental Life"(3rdMarch 2011)www.s ocio.ch/sim/bio.htm

2. Joseph Conrad(1902) " Heart of Darkness" , New York PP 26.27

3. T.S Eliot (1923) " Ulysses, Order & Myth"(3rd March 2011) www.uvm.edu/sgutman/poetry.htm

4. http//en.wikipedia.org/wiki/modernist_literature

5. StanfordEncyclopedia ofPhilosophy,(3rd March 2011) www.plato.stanford.edu/hegel.com

6. Alexander, M. Jaccui & Lisa Albrecht, eds. (1998) " The Third wave: Feminist Perspectives on Racism" New York PP 20.

7. Walker Rebeca (1992) " Becoming the in Ms" PP-31-41

۸۔ رشید امجد ڈاکٹر (۲۰۱۰)''میرا جی: شخصیت اور فن'' مثال پبلشرز، رحیم سنٹر پریس مارکیٹ فیصل آباد، ص ۲۶۲۔

۹۔ جمیل جالبی ڈاکٹر (مرتب ۱۹۸۸) کلیات میرا جی، نظم: ''پہلی عورت''، اردو مرکز لندن ص ۲۱۹

۱۰۔ رشید امجد ڈاکٹر (۲۰۱۰)''میرا جی: شخصیت اور فن'' مثال پبلشرز، رحیم سنٹر پریس مارکیٹ فیصل آباد، ص ۲۶۰۔

۱۱۔ فہمیدہ ریاض (۲۰۰۶)''ن م راشد اور حیران و پریشان عورت''، مشمولہ: ادب کی نسائی رد تشکیل، وعدہ کتاب گھر، حیدر علی روڈ کراچی ص ۳۴۔

۱۲۔ ن م راشد''بیکراں رات کے سناٹے میں'' ایضاً، ص ۳۷۔

۱۳۔ فیض احمد فیض، نظم: ''اے حبیب عنبر دست''، زنداں نامہ، مشمولہ: نسخہ ہائے وفا، کارواں پریس لاہور، ص ۲۳۷۔

۱۴۔ طارق ہاشمی (۲۰۰۳)''جدید نظم کی تیسری جہت'' دستاویز مطبوعات لاہور، ص ۱۴۷۔

۱۵۔ وارث علوی (۲۰۰۵)''تانیثی افسانے کی دو مثالیں''، مشمولہ: تنقید، شعبہ اردو علی گڑھ یونیورسٹی انڈیا، ص ۹۳۔۹۴

۱۶۔ سلیم اختر ڈاکٹر، ''شاعرات: ذات کے حجرۂ ہفت بلا میں''، مشمولہ: قائداعظم لائبریری کا ادبی مجلہ ''مخزن''، شمارہ ۱۶، ص ۳۲۔۳۳

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۴۔

۱۸۔ عصمت جمیل ڈاکٹر (۲۰۰۱)''اردو افسانہ اور عورت''، شعبہ اردو زکریا یونیورسٹی ملتان، ص ۱۶۵۔

۱۹۔ تنویر انجم (۲۰۰۶) ''مفتیانے اور عورت'' مشمولہ: ادب کی نسائی رد تشکیل، وعدہ کتاب گھر حیدر علی روڈ کراچی، ص۷۸۔

۲۰۔ فضیل جعفری (۲۰۰۵) ''اردو افسانہ اور جدید افسانہ''، مشمولہ: تنقید، شعبہ اردو علی گڑھ یونیورسٹی انڈیا، ص۶۶۔